رُوحِ حق

مسیحی دوستو! رُوحِ حق کو تلاش کرو

تحریر

غلام نبی مسلم ۔ ایم ۔ اے

شائع کردہ

اسلامی مشن سنت نگر ۔ لاہور

طباعت :۔ سعید سنز پرنٹرز ۱۰۰ بی اردو بازار ۔ لاہور

تعارف

پاکستان ایک خاص نظریہ کے تحت وجود میں آیا۔ پاکستان کی بنیاد

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

پر رکھی گئی تاکہ اس کے باشندے اس کلمہ کو اپنائیں اور اپنی زندگی اس کی ہدایت کے مطابق بسر کریں۔

افسوس صد افسوس ہم نے اس بنیاد کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ ہم نے اس بنیاد سے غفلت برتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مسلموں علی الخصوص عیسائیوں نے اس غفلت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے

توحید کے بجائے تثلیث

کا پرچار شروع کر دیا۔ اور اس زور شور سے کہ ہزارہا مسلمانوں کو

گمراہ کر کے اُن کو مرتد بنا دیا۔

ہونا یہ چاہیئے تھا۔ کہ اس ملک میں کسی اور دین کی تبلیغ فوراً بند ہو جاتی۔ تاکہ نظریہ اسلام کو ضعف نہ پہنچ سکے۔ مگر ہماری رواداری اور فراخ دلی نے عیسائی مشنریوں کو بے روک ٹوک اپنے عقائد کو پھیلانے اجازت دی۔ ان کی آبادی جو ابتدائے پاکستان میں ان کے اپنے قول کے مطابق اسّی ہزار تھی۔ اب بڑھ کر بقول ان کے ساٹھ لاکھ 6000000 ہو گئی ہے۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

غور کا مقام ہے کہ کیا یہ آبادی بذریعہ توالد و تناسل ہوئی۔ اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ کیونکہ عیسائی تو ایک بیوی کرنے کے قانونی طور پر پابند ہیں۔ برخلاف ازیں مسلمان ایک سے زاید بیویاں بشرط ضرورت کر سکتے ہیں۔ یہ آبادی یقیناً مذہب کی تبدیلی کی وجہ سے بڑھی۔

جو مسلمان اسلام کو ترک کر کے کوئی اور مذہب اختیار کرتا ہے۔ وہ شرع اسلام کی رو سے **مرتد** کہلواتا ہے۔ اور وہ واجب القتل ہے۔ ہم نے اس قانون سے شاید روگردانی اس لئے کی کہ دنیا والے ہمیں کیا کہیں گے۔

آج کل تو اس اسلامی قانون کی تائید ہو رہی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ کمیونسٹ ممالک میں کیا ہو رہا ہے۔ جو لوگ نظریہ اشتراکیت کے مخالف ہوتے ہیں۔ انہیں گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔

لیکن اسلام اکراہ و جبر کا سخت مخالف ہے۔ جن اسلامی ممالک میں غیر مسلم آباد ہیں۔ ان کے ساتھ برابری کا سلوک ہوتا ہے۔ لیکن انہیں یہ اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کہ وہ نظریہ اسلام کے خلاف اپنے دین کی اشاعت کریں۔ کیونکہ اصولاً یہ بات غلط ہے کہ بنائے دین کو مٹانے کی اجازت دی جائے۔ یہ امر عیاں ہے کہ عیسائیوں قادیانیوں اور بہائیوں نے اس آزادی کا بہت فائدہ اٹھایا ہے اور وہ اندر ہی اندر سے دین اسلام کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔

اب یہی مرتد ہمیں **للکارتے ہیں۔ عیسائیت اور اس کے بانی کا اسلام اور داعیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اوّل کو ثانی پر افضل قرار دیتے**

پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔

چنانچہ کراچی سے ایسے ہی ایک صاحب نے پہلے ایک کتابچہ سائیکلو سٹائل کر کے شائع کیا۔ اس کا عنوان ہے

"مسجد سے کلیسا تک"

یعنی مسجد کو چھوڑ کر وہ گرجا تک کس طرح پہنچا۔ اسلامی مشن لاہور نے اس کے جواب میں رسالہ "**مرتد کو جواب**" نامی شائع کیا۔ کیونکہ جب مذہب پر حملہ ہو۔ تو خاموش رہنا اخلاقی اور مذہبی جرم ہے۔ رسالہ ہذا میں اسی شخص کی ایک اور تحریر کا جواب دیا گیا ہے۔ اسلامی مشن نے انجیل سے چند ایک پیش گوئیاں جن کے مصداق خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پیش کی ہیں۔ ایک پمفلٹ **فارقلیط** نامی میں قلم بند کر کے بحث کی تھی۔ اس کے جواب میں کراچی سے رسالہ (روح حق کون ہے) میں ملا۔ اس کا جواب ہدیہ قارئین ہے۔ وہ خود اندازہ لگائیں۔ کہ صداقت کس طرف ہے۔ آخر میں یہ مناسب حال ہوگا اگر گوجرانوالہ کے ایک عیسائی رسالہ کی ایک تہدید آمیز تحریر کی نقل درج ذیل کردی جائے تاکہ مسلمانان پاکستان عیسائیوں کے عزائم کا اندازہ لگا سکیں۔ اور ان کی دیدہ دلیری ملاحظہ کریں۔

(عیسائی رسالہ کلام حق گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۷۸ء)

اطلاع

ناظرین کرام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جنوری ۱۹۷۹ء سے اسلامی مشن سنت نگر لاہور کے امانت شتاب کا جواب شائع کیا جا رہا ہے۔ ہم اس مشن کے حقائق کو طشت از بام کرنے اور ان کی مفروضہ علمیت کو بے نقاب کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ احباب مطلع رہیں کہ ۱۹۷۹ء کا سال اسلامی مشن سنت نگر لاہور کے لئے وقف کردیا گیا ہے۔

ہمارا جواب:۔ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

اختر احسن

رُوحِ حق

مسیحی دوستو! روحِ حق کو تلاش کرو

کچھ عرصہ پہلے اسلامی مشن نے دلی ہمدردی کے زیرِ اثر "حضرت مسیح علیہ السلام کے سچے مسیحیوں کے نام" دعوتِ عام" شائع کی تھی۔ اس پر مسیحی ماہنامہ "الحق" گوبرانوالہ نے 'دعوتِ عام' کے خلاف ایک مضمون شائع کیا۔ جس کا جواب ہماری طرف سے "فارقلیط — دوسرا مددگار" پمفلٹ میں دیا جا چکا ہے۔ اور ہم حق پسند مسیحیوں کے ردِّعمل کے منتظر ہیں۔

مسیحی "الحق" کے تبصرہ سے ملتا جلتا کراچی سے ایک صاحب نے ایک طویل مکتوب ارسال کیا ہے اور اس کا جواب طلب کیا ہے گو ان کی بنیادی باتوں کا جواب "فارقلیط — دوسرا مددگار" میں آچکا ہے۔ تاہم چونکہ انہوں نے بعض دوسری باتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بنیادی اور فروعی باتوں کا جواب ہدیہ قارئین کیا جائے۔ تاکہ وہ حق و باطل اور حقیقت و افسانہ میں امتیاز کر سکیں۔

متعلقہ امور پر روشنی ڈالنے سے پہلے ذیل کے الفاظ میں ایک شکایت پڑھ لیجئے۔

"میرے محترم بزرگ میں جانتا ہوں۔ میری سطور کو پڑھ کر آپ کیا کریں گے یا آپ کیا قدم اُٹھائیں گے۔ بس اتنا کہوں گا۔ رشک آتا

ہے اُن ممالک پر اور ان کے رہنے والوں پر جہاں تقریر و تحریر کی آزادی ہے۔ اور ایک ہم عیسائی اقلیت جو اس ملک کے باشندے ہیں اور بڑے فخر سے اپنے آپ کو سینہ تان کر پاکستانی کہتے ہیں۔ اور خدا کا شکر کرتے ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ کچھ کہنا بھی چاہیں تو چاروں طرف سے آواز آتی ہے۔

"اسلام خطرے میں ہے"

گو اس شکوہ کی مخاطب حکومت پاکستان ہے اور جس ملک میں مختلف مذاہب، مکاتیبِ فکر اور نظریات ہوں۔ وہاں ملک میں ہم آہنگی رواداری اور امن کی خاطر حکومت کو ایسے اقدامات کرنے ہی پڑتے ہیں۔ جن کو نظر انداز کرنے سے فساد کا اندیشہ ہو۔ تاہم میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کا شکوہ بے جا ہے۔ اس ملک کے مسیحیوں کو اپنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اپنے عقیدوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی پوری آزادی ہے۔ وہ انجیل مقدس کو نہ صرف شائع کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس کا پیغام ان غیر مسیحیوں تک بھی پہنچا سکتے بلکہ پہنچاتے ہیں۔ جو انجیلی تعلیمات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ اس ملک میں مذہبی رسالے نکالتے، کتابیں لکھتے اور پمفلٹ بازی کرتے ہیں۔ اور جہاں ضرورت ہوتی ہے۔ عبادت کیلئے گرجا تعمیر کرتے ہیں۔ مذہبی جلوس نکالتے ہیں۔ اپنے مذہبی تیوہاروں کے موقع پر پروگرام پیش کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں جا کر مسیحیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ بلکہ انہیں تو ایسی آزادی تحریر و تقریر حاصل ہے۔ جس کی موجودگی میں اس اسلامی سلطنت کی بنیادیں کھوکھلی ہو سکتی ہیں۔ دنیا کی کسی نظریاتی مملکت میں کسی فرد کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ایسے خیالات پھیلائے۔ جن سے ملک کے نظریات برزد پڑتی ہو پاکستان کی اساس اسلام پر ہے۔ اور اسلام سے لوگوں کو بہکانا مملکت

سے غداری ہے۔ لیکن یہاں مسیحیوں کو اسلام کے خلاف تبلیغ کی اجازت ہے۔ اور وہ فخریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ

ہم نے قیام پاکستان کے بعد لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بنالیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کامیاب ہوتے رہے تو ایک دن اسلام کے حامی اقلیت میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اور پاکستان کی اساس ختم ہو سکتی ہے۔

اے عیسائی بھائیو! زبان سے نہیں دل سے شکر ادا کرو۔ کہ آپ پاکستان میں رہ رہے ہیں اگر آپ کسی سوشلسٹ یا کمیونسٹ نظریاتی ملک میں ہوتے تو آپ کو موجودہ آزادی کی قدر ہوتی۔ البتہ آپ اگر اس آزادی تحریر و تقریر کے متلاشی ہیں۔ جو پادریوں کو انگریزی حکومت میں حاصل تھی۔ جس کی بدولت وہ اقلیت ہوتے ہوئے بھی اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف آزادانہ بدزبانی سے کام لیتے تھے۔ تو وہ تو اب کسی بھی مہذب ملک میں نہ ملے گی۔ اور نہ ہی کوئی شریف انسان اس کا متمنی ہو گا۔ اور اگر پاکستان میں کسی فرد کو دوسرے مذاہب کے خلاف زبان درازی کی اجازت مل بھی جائے۔ تو اس کا نتیجہ کسی کے حق میں بھی مفید نہ ہو گا۔ اور تبلیغ کی غرض فتنہ انگیزی تو ہرگز نہیں۔

رہی یہ بات کہ آپ کا مکتوب پڑھ کر "ہم کیا کریں گے اور کیا قدم اٹھائیں گے"۔ تو ہم نے "الحق" گوجرانوالہ کو پڑھ کر جو قدم اٹھایا تھا۔ اب بھی وہی اٹھا رہے ہیں۔ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کا صدق دل سے احترام کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اس لئے ہم شرافت، عقیدت اور دلی احترام کا دامن کسی قیمت پر ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے، اور آپ سے بھی توقع رکھیں گے۔ کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے مصدق و محسن اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا سچے دل سے ادب و احترام کریں گے۔ آیئے ہم خلوص دل سے انجیلی تعلیمات کی روشنی میں اُس فارقلیط، دوسرے مددگار، تسلی دہندہ کا سراغ لگائیں، جس کی بشارت کے لئے حضرت یوحناؑ، حضرت مسیحؑ اور آپ کے مقدس حواریوں نے دکھ جھیلے اور اس کی آمد کی قریہ قریہ منادی کی۔

سب سے بڑی مشکل

مسیحیت کی صداقت پر کھنے کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی انجیل موجود نہیں۔ جسے مسیحیت کے بانی حضرت مسیح علیہ السلام نے مرتب کیا یا کرایا ہو۔ نہ ہی ان کے مقدس حواریوں کی تصنیف کی ہوئی کوئی انجیل موجود ہے۔ موجودہ چاروں انجیلیں بہت عرصہ بعد لکھی گئیں۔ جن کا زمانۂ تحریر سنہ 75ء اور 125ء کے درمیان ہے۔ اور ان کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی حضرت مسیحؑ کو نہیں دیکھا تھا۔ پھر چاروں انجیلوں کے مندرجات میں نہ صرف اختلاف بلکہ تضاد بھی ملتا ہے۔ جو کتاب اللہ کی شان کے خلاف ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک مشکل اور بھی ہے۔ حضرت مسیحؑ کی زبان ارامی تھی اور ان کے یہودی مذہب کی زبان عبرانی تھی۔ اب ان پر جو وحی روح القدس کے ذریعے نازل ہوئی تھی۔ وہ ارامی یا عبرانی زبان میں ہوگی۔ لیکن اس زمانے کا ارامی یا عبرانی انجیل کا کوئی نسخہ دنیا میں موجود نہیں۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ انجیل کے الہامی الفاظ کیا تھے۔ اور اب دنیا میں جس قدر نسخے ملتے ہیں۔ وہ کسی قدیم تر یونانی انجیل کا ترجمہ ہیں۔ اصل انجیل کا نہیں۔

اب اہلِ خرد جانتے ہیں۔ کہ الہامی الفاظ کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ اس روح کو پوری طرح پیش نہیں کر سکتا جو خدائی الفاظ میں موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے علم اور کسی انسان کے علم کا مقابلہ ممکن نہیں۔

پھر ترجمہ کرنے والے کے متعلق یہ اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کہ اس کا علم دیانت اور تقدس کس پایہ کا تھا اور الہامی عبارت کی عدم موجودگی میں یہ جاننا ناممکن ہے کہ اس نے ترجمہ درست کیا یا غلط۔

یہی وجہ ہے کہ موجودہ انجیلوں کے ترجمہ کی کئی بار اصلاح اور تبدیلی کی جا چکی ہے۔ جس سے عقیدوں تک میں تبدیلی ہوتی آئی ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ ایک ترجمہ سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا ہوتا چلا آیا ہے۔ جس سے الہامی انجیل کی تعلیمات میں بہت گڑبڑ کا امکان ہے۔ یہی وہ انجیل ہے۔ جس کو سامنے رکھ کر ہم حقیقت کی تلاش پر مجبور ہیں۔

ان چاروں انجیلوں کے علاوہ ہماری معلومات کا ذریعہ وہ مکتوبات ہیں جو حضرت مسیح کے حواریوں اور سینٹ پال سے منسوب ہیں۔ حواریٔ اعظم پیٹر اور سینٹ پال کے اختلافات ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اور جناب پال نے حواری نہ ہوتے ہوئے بھی کلیسا کے اعتقادات کو جس طرح مسخ کیا اس سے سب واقف ہیں۔ اس لئے ان مکتوبات کو بھی حقیقت کی اساس ٹھہرانا قابل فہم نہیں اور انجیلوں کے مقابل انہیں پیش کرنا بڑی دیدہ دلیری ہے۔

کس کا یقین کیجئے، کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں ان کی بزم سے یار خبر الگ الگ

تاہم ہمارے سامنے حضرت مسیح کی تعلیمات کے جانچنے کا دوسرا کوئی معیار ہے بھی نہیں اور مسیحیوں کے لئے حجت بھی یہی ہیں۔ اس لئے ہم انہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تاہم لفظی الجھنوں میں پڑنے کی بجائے ہم انجیل کی الہامی روح اور حضرت مسیح کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے، ہم خود انجیلی پیشگوئیوں کی تشریح اور وضاحت پر مجبور ہیں۔

اور اس سلسلے میں اپنے مسیحی دوستوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آئیے ہم مل کر روحِ حق کی تلاش کریں

جناب سٹیفنس صاحب نے اپنے مکتوب میں ہماری طرف سے پیش کردہ مندرجہ ذیل انجیلی پیش گوئی

"میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار دے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا ۱۴ : ۱۶)

میں تین سوال اٹھائے ہیں۔ ہم مرکزی موضوع پر تبصرہ سے پہلے ان کے سوالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ شاید اللہ تعالےٰ انہیں اور دیگر سعید روحوں کو حق شناسی کی توفیق بخشے۔ آپ فرماتے ہیں :-

۱۔ "پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اس آیت کی صحت پر کیسے یقین کر لیا۔ کیونکہ مسلمان تو اس حقیقت کے ازحد خلاف ہیں کہ خدا کو باپ کے نام سے پکارا جائے اور یہاں لفظ "باپ" کا استعمال ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کر دینا چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ یہ آیت بھی بدلی ہوئی ہے۔"

۲۔ "مسیحؑ نے اس آیت میں فرمایا "میں باپ سے درخواست کروں گا" غور کیجئے مسیحؑ کی فضیلت پر وہ خدا باپ سے درخواست کریں گے تو تب روح القدس جنہیں آپ "محمدؐ" کہتے ہیں۔ محمدؐ کو بھیجے گا۔"

۳۔ تیسری بات جو بڑی اہم ہے۔ وہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا حوالہ یوحنا ۱۴ : ۱۶ میں لکھا ہے۔ "وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔" یعنی روح القدس کو دوام حاصل ہوگا۔ اسے ابدیت حاصل ہوگی۔ اب ذرا رسول اکرمؐ محمد مصطفیٰؐ کی زندگی پہ نظر ڈالیئے۔ انہوں نے اس بیابان اور اُجاڑ دنیا میں جو فانی ہے۔ صرف باسٹھ

سال گزارے۔ کیا باسٹھ سال کا عرصہ ابدیت کہلایا جا سکتا ہے؟"

۱۔ اب ہم پہلے سوال پر تبصرہ کرنے سے پہلے اس قدر گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اعتراض کرتے وقت یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ آیا معترض کے اپنے اعتقادات بھی سوال کی تائید کرتے ہیں یا نہیں؟

ہر علمی کتاب میں استعارہ اور مجاز ہوتا ہے۔ اور یہی کسی زبان کا حُسن ہوتا ہے۔ ایک لفظ کبھی اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی دوسری صداقت کے ظاہر کرنے کے لئے حقیقی معنوں کی بجائے دوسرے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ انجیل کی شہادت سنیئے:۔

"پس سچائی سے اپنی کمر کس کر، اور راستبازی کا بکتر لگا کر اور پاؤں میں صلح کی خوش خبری کی تیاری کے جُوتے پہن کر اور ان سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر قائم رہو"

(افسیون ۶: ۱۴-۱۶)

یہاں سچائی، راستبازی، خوش خبری، ایمان وغیرہ غیر مادی صداقتیں ہیں۔ مگر انہیں پیٹی، بکتر، جوتے اور سپر ٹھہرایا ہے اور یہ ان کا حقیقی نہیں مجازی استعمال ہے۔

انجیل میں مجاز اور استعارہ کا استعمال بکثرت ہے۔ اور خدا کے لئے "باپ" اور نیک بندوں کے لئے بیٹے کا استعمال بھی مجازی طور پر ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کے علاوہ بہت سے دوسرے نیکوں کے ضمن میں خدا کو ان کا باپ اور انہیں خدا کے بیٹے لکھا گیا ہے۔ صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں:۔

شاگردوں سے خطاب

"اور زمین پر تم کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے۔ جو آسمانی ہے"

(متی ۲۳: ۹)

"اُس نے اُن سے کہا۔ جب تم دعا کرو تو کہو۔ اے باپ! تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دیا کر"
(لوقا ۱۱: ۲)

خدا اسرائیل کا باپ: خدا فرماتا ہے۔ دیکھو میں شمالی ملک سے اُن کو لاؤں گا، اور زمین کی سرحدوں سے ان کو جمع کروں گا، اور ان میں اندھے اور لنگڑے اور حاملہ اور زچہ سب ہوں گے۔ ان کی بڑی جماعت یہاں آئے گی۔ وہ روتے اور مناجات کرتے ہوئے آئیں گے۔ میں ان کی راہبری کروں گا۔ میں ان کو پانی کی ندیوں کی طرف براہ راست چلاؤنگا جس میں وہ ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ کیونکہ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور اور افرائیم میرا پہلوٹھا ہے"
(یرمیاہ ۳۱: ۸-۹)

سب خدا کے بیٹے:۔ "تم سب اس ایمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے۔ خدا کے فرزند ہو"

"دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے اور ہم ہیں بھی۔ دنیا ہمیں اس لئے نہیں جانتی کہ اس نے اسے بھی نہیں جانا۔ عزیزو! ہم اس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے"
(۱- یوحنا عام مکتوب ۳: ۱-۲)

حضرت مسیحؑ کی ابنیت:۔ رومیوں کے نام مکتوب میں جناب سینٹ پال نے خدا کی ابوبیت اور حضرت مسیحؑ کی ابنیت کی کیا ہی عمدہ وضاحت کی ہے۔

"پولس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ ہے۔ اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا اور خدا کی اس خوشخبری کے لئے مخصوص کیا گیا۔ جس کا اس نے پیشتر سے اپنے نبیوں کی معرفت کتاب مقدس میں اپنے بیٹے ہمارے

خداوند یسوع مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا۔ جو جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا۔ لیکن پاکیزگی کی رُوح کے اعتبار سے مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا۔"

(رومیوں کے نام پہلا خط ۱ : ۱ - ۴)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ خدا کا باپ ہونا اور بندوں کا بیٹا ہونا اس محبت اور روحانی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ جو حضرت مسیحؑ اور دوسرے نیک بندوں کا خدا سے تھا۔ ورنہ یہ سب لوگ خدا کے اس طرح بیٹے نہ تھے۔ جس طرح مرد اور عورت کے باہم جنسی ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر پادری صاحب حضرت مریم کو خدا کی ویسے ہی بیوی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں میاں بیوی ہوتے ہیں، تو ہم اس خیال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اور اگر خدا کا باپ ہونا اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ جو ایک اطاعت گذار بندے کو اپنے خالق سے ہوتا ہے، اور یقیناً انجیل کی یہی مراد ہے۔ تو مسلمان اسے ایک لطیف استعارہ سمجھ کر اسے درست مانتے ہیں۔

اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ (خلق خدا کا کنبہ ہے) موجود ہے، جس کا مفہوم ہے۔ کہ مخلوق خدا کی اولاد اور خدا مخلوق کا باپ ہے۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ نے اپنی مسدّس میں اسی کی طرف اشارہ کر کے لکھا ہے،

یہ پہلا سبق ہے کتابِ ھدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

ہم یہ نہیں یقین کرتے کہ ہمارے دوست سٹیفنس ان باتوں سے ناواقف ہیں۔ مگر انہوں نے محض پادریانہ ضد سے کام لیا ہے اور یہ طریق ان کی تمام تحریر میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا حوالجات اور تصریحات کی روشنی میں ان کا اعتراض درست نہیں اور ہم باپ کے لفظ کے مجازی استعمال میں چنداں قباحت نہیں جانتے لیکن اس مفہوم سے نفرت اور انکار کرتے ہیں۔ جو پادریوں نے خدا اور مسیح کے تعلق کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور اس کے حقیقی معنوں میں استعمال کو کفر، شرک، اور دنیا کا سب سے بڑا گناہ یقین کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرے سوال میں مسیح کی فضیلت کا ذکر ہے۔ اگر وہ درخواست نہ کرتے تو روح حق (حضرت محمد صلعم) نہ آسکتے۔ اور اگر وہ نہ جاتے۔ تو دوسرا مددگار نہ آتا۔۔۔ پادری صاحب! آپ غور سے کیوں کام نہیں لیتے۔ حضرت مسیح دنیا سے بخوشی نہیں جارہے تھے۔ آپ کے دشمن غالب آچکے تھے۔ آپ قید ہو کر مصلوب ہونے والے تھے۔ آپ کا مشن ادھورا تھا۔ شاگرد ابھی ناپختہ اور کمزور ایمان تھے۔ اس لئے آپ کو یہ فکر کھائے جا رہا تھا۔ کہ یہ لوگ ٹھوکر نہ کھائیں۔ چنانچہ آپ انہیں تسلی دیتے ہیں۔ کہ میرے بعد تم بے بس نہ رہو گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لئے مجھ ایسا دوسرا مددگار بھیج دے گا۔ جس کے لئے میں خدا سے درخواست کروں گا۔ یہ درخواست ہے۔ اختیار نہیں۔ اللہ کے نیک بندے ہمیشہ خدا سے درخواست اور دعا ہی کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اختیار تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ مسیح نے محض درخواست یعنی دعا کا وعدہ کیا۔ جیسا کہ آپ نے گرفتاری سے پہلے بھی گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ کہ صلیبی موت کا پیالہ ان سے ٹل جائے اور صلیب پر بھی آپ نے خدا ہی کو پکارا کہ

"اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"

اس میں فضیلت کہاں سے آگئی۔ مسیح کے جانے سے مددگار کے آنے

کا وابستہ ہونا بھی فضیلت کی بات نہیں۔ مسیح کو تو ہر حالت میں جانا ہی تھا۔ اور دوسرے کا آنا ان کے جانے سے مقدر تھا۔ درخواست کرنے والا بھلا بھیجنے والا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور مددگار کا بھیجنا تو تقدیر الٰہی تھی۔ اس کی پیشگوئیاں پہلے ہی موجود تھیں۔ مسیح نے صرف اللہ تعالیٰ سے علم پا کر شاگردوں کی تسلی کے لئے انہیں اطلاع دی۔ ورنہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رحمت، ہمدردی اور منشاء کے مطابق ہُوا۔ کچھ تو خوفِ خدا کرو یارو

۳۔ جناب موصوف نے تیسرا اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب لفظ 'ابد' کے سلسلہ میں کیا ہے۔ انجیل مقدس میں لفظ ابد کا استعمال بکثرت ہے۔ اور اس سے مراد نیک بندوں کی روحانی زندگی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اپنے نیک بندوں سے محبت روحانی ہوتی ہے اور یہ ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ جسم تو ایک عارضی وجود ہے۔ جو روح کو عطا کیا جاتا ہے۔ خدا جسم کے ساتھ نہیں ہوتا۔ روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ جسم تو صلیب بھی دیا جاتا ہے۔ جلاوطن بھی ہوتا ہے۔ قتل بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن روح کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنی صداقت تعلق باللہ اور اپنے بلند مقاصد کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا ہے۔ اور نہ صرف خود زندہ رہتا ہے۔ بلکہ اس کے دامن سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہر زمانے میں لاکھوں کروڑوں انسان ابدی زندگی پاتے ہیں۔

آپ ذرا سنبھلئے۔ آنحضرتؐ کی ابدی زندگی کا انکار کرتے ہوئے انجیل کے منکر تو نہ بنیے۔

ہمیشہ کی زندگی کیا ہے :- یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر کہا - اے باپ ! وہ گھڑی آپہنچی - اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تاکہ تیرا بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے - چنانچہ تونے اسے ہر بشر پر اختیار دیا ہے - تاکہ جنہیں تونے اسے بخشا ہے - ان سب کو وہ ہمیشہ کی زندگی دے اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائی واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تونے بھیجا ہے - جانیں "

(یوحنا ١٧ : ١ - ٣)

ابدی زندگی "یسوع نے اس سے کہا - قیامت اور زندگی تو میں ہوں - جو مجھ پر ایمان لاتا ہے - گو وہ مرجائے توبھی زندہ رہے گا - اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے - وہ ابد تک کبھی نہیں مرے گا - (یوحنا ١١ : ٢٥ - ٢٦)

ابد تک پیاسا نہ ہوگا -

"مگر جو کوئی اس پانی میں سے پیئے گا جو میں اسے دوں گا - وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا - بلکہ جو پانی میں اسے دوں گا وہ اس میں ایک چشمہ بن جائے گا - جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہے گا "

(یوحنا ٤ : ١٤)

انجیل میں ایسی تحریرات کافی موجود ہیں - کیا ہم یہ تسلیم کرلیں کہ ہمارا بھائی سٹیفنس ان سے بے بہرہ تھا - ہم پھر عرض کریں گے کہ ہمارا مقصد سچائی تک پہنچنا ہے - کسی شخص کو شکست یا مغالطہ دینا نہیں اور ہم اپنے حق پسند مسیحی دوستوں سے بھی یہی توقع رکھیں گے - کہ وہ مسلمہ سچائی کو تسلیم کرکے قلم اٹھائیں - وہ مذہب جھوٹا ہے - جس کی اشاعت اور بقا جھوٹ ، غلط بیانی اور فریب دہی کی محتاج ہو - آخر ایک انسان دنیا میں فریب کس لئے دیتا ہے ؟

انجیلی پیش گوئیاں

آیئے ہم پھر انجیلی پیش گوئیوں پر غور کریں - جن میں حضرت مسیحؑ کے بعد کسی دوسرے نبی، فارقلیط، مددگار، تسلی دہندہ کے آنے کا ذکر ملتا ہے۔ مسیحی بھائی اس موروثی عقیدہ سے ذہنوں کو صاف کر کے انجیلی پیش گوئیوں پر غور کریں۔ کہ آیا مسیحؑ کے بعد کوئی مجسم ہستی خدمت دین کے لیئے نہیں آئے گی؟ بالخصوص جب کہ حضرت مسیحؑ اپنی تعلیم اور مشن نامکمل چھوڑ گئے۔

انجیل سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت مسیحؑ کے زمانے کے لوگ تین بزرگ ہستیوں کے منتظر تھے۔ چنانچہ جب حضرت یوحنّا (یحییٰ) بپتسمہ دینے والے نے آسمانی بادشاہت کے قرب کی خوش خبری سنائی۔ تو :-

"یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کے لئے اُس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا - بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیحؑ نہیں ہوں۔ انہوں نے اُس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں - کیا تو وہ نبی ہے - اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔" (یوحنا ۱ : ۱۹ - ۲۱)

ان میں سے 'مسیحؑ' تو حضرت یسوعؑ تھے۔ اور حضرت مسیحؑ کے الفاظ میں "ایلیا" خود حضرت یوحناؑ آپ تھے ۔ "وہ نبی" اس وقت تک

نہ آئے تھے۔ گویا کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت یوحنّا کے بعد ان کا آنا وعدۂ خداوندی تھا۔ ہم مسیحی دوستوں سے پوچھتے ہیں، کہ کیا گذشتہ دو ہزار سال میں "وہ موعود نبی" تشریف نہیں لائے؟ کیا حضرت مسیحؑ کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کی تصدیق کی؟

حضرت یوحنّا کی ایک پیش گوئی انجیل میں موجود ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اور یہ منادی کرتا تھا کہ میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے۔ جو مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔ میں نے تو تم کو پانی سے بپتسمہ دیا، لیکن وہ تم کو روح القدس سے بپتسمہ دے گا۔"

(مرقس ۱: ۷ - ۸)

"اُنہوں نے اُس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ، نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟

یوحنّا نے جواب میں ان سے کہا۔ کہ میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ تمہارے درمیان ایک ایسا شخص کھڑا ہے۔ جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد کا آنے والا جس کی جُوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں"

(یوحنّا ۱: ۲۵ - ۲۷)

یوحنّا اور مرقس کی ان عبارتوں میں کسی کا نام نہیں۔ لیکن ان سے حضرت مسیحؑ ہرگز مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ حضرت یوحنّا اپنے قتل ہونے تک حضرت مسیحؑ کے مشن اور مقام سے بے خبر تھے۔

چنانچہ متی کی انجیل اس پر گواہ ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

• اور یوحنا نے قید خانہ میں مسیحؑ کے کاموں کا حال سُن کر اپنے شاگردوں کی معرفت اس سے پچھوا بھیجا۔ کہ "آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں"۔ یسوعؑ نے جواب میں ان سے کہا۔ کہ "جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو۔ جا کر یوحنا سے بیان کر دو"۔

(متی ۱۱ : ۲-۴)

یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حضرت یوحنؑا مسیحؑ کے منصب و مقام سے ناواقف تھے۔ اس ناواقفی کی حالت میں قید کے دوران قتل کئے گئے۔ اور ان کے شاگرد مسیحؑ پر بعد میں بھی ایمان نہ لائے۔ پس حضرت یوحنؑا نے بھی جس عظیم نبی کے آنے کا اعلان کیا۔ وہ مسیحؑ نہ تھے۔ کوئی اور ہی تھے۔ اور وہ در اصل وہ نبی (*that prophet*) تھے۔ جن کا یوحنا باب اول میں ذکر ملتا ہے۔

آسمانی بادشاہت کی پیش گوئی

حضرت یوحنؑا اور حضرت مسیحؑ نے یہ منادی کرنا شروع کر دی کہ توبہ کرو کہ آسمانی بادشاہت قریب آگئی اور آپ کے بعد بھی مسیحی دنیا دعا کرتی رہی ہے کہ "اے خدا تیری بادشاہت آئے" اور یہ آسمانی بادشاہت کوئی عظیم نبی ہی لا سکتا تھا۔ جو حضرت مسیحؑ اور یوحنؑا سے بھی عظیم تر ہو۔ کیونکہ یوحنؑا، مسیحؑ اور ان کے شاگرد تو نہ لا سکے۔

— ۷ —

خدا کی بادشاہی کا بنی اسرائیل سے چھننا

حضرت مسیحؑ نے تاکستان کی تمثیل بیان کر کے فرمایا۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اور جس پر وہ گرے گا۔ اُسے پیس ڈالے گا۔" (متی ۲۱: ۴۳-۴۴)

حقیقت یہ ہے کہ خدا کی بادشاہی سے مراد بنی اسرائیل کا صدیوں پر پھیلا ہوا دینی ورثہ اور نبوت کی نعمت تھی۔ اور اس زمانے کے اسرائیلیوں نے حضرت یوحنّا کو قتل کروا کر اور حضرت مسیحؑ کو مصلوب کر کے خدا کے غضب کو دعوت دی تھی۔ اور اس طرح حضرت مسیحؑ کی بد دعا سے رحمتِ الٰہی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے تھے۔ حضرت مسیحؑ کی اس پیشگوئی میں ایک عظیم نبی کے آنے کی بشارت ہے۔ کیونکہ دینی نعمتیں اور نبوت انبیاء کی معرفت ہی عطا کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ معمولی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ وہ زندگی میں کامیاب ہو کر باطل اور باطل کے حامی یہودیوں کو کلی طور پر کچل ڈالے گا بالخصوص یہود کے مقابل حضرت مسیحؑ کا احترام اور خدا کی بادشاہی قائم کرے گا اور یہ کسی دوسری قوم کا نبی ہوگا۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اور حضرت اسحاقؑ کے برادر اکبر حضرت اسماعیلؑ کی نسل کے سوا دوسرا کون ہو سکتا تھا۔ چنانچہ یہ نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ حضرت مسیحؑ کی پیش گوئی کے مصداق اس نبی کی تلاش مسیحی دوستوں کا کام ہے۔

فارقلیط یا تسلّی دہندہ یا دوسرے مددگار یا روح حق کی پیشگوئی

یہودی حضرت مسیح کی جان کے دشمن ہو چکے تھے۔ آپ کے شاگرد قلیل اور کمزور تھے۔ ان حالات میں آپ کو اپنے مشن، صداقت اور خدا کے دین کے مٹنے کا ڈر تھا۔ اور یہ خدشہ تھا کہ آپ کے شاگرد آپ کی ظاہری ناکامی سے مایوس ہو کر راستی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ بیٹھیں۔ اس لئے آپ نے ان کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے انہیں آئندہ کے متعلق بشارتوں سے نوازا۔ انہیں غلبے کی بشارت دی اور چونکہ آپ اپنا مشن نامکمل چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اس لئے انہیں بشارت دی کہ

"اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لئے میرے جیسا دوسرا مددگار بھیجے گا جو میرے دشمنوں سے میرا انتقام لے گا۔ میری صداقت ان پر ظاہر کرے گا۔ اور خدا کی بادشاہت قائم کرے گا۔"

چنانچہ فرمایا

۱۔ "اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار (Another Comforter دوسرا تسلی دینے والا) بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔"

(یوحنا ۱۴ : ۱۵-۱۶)

۲۔ "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن وہ

مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں
سب باتیں سکھائے گا۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔
وہ سب باتیں تمہیں یاد دلائے گا۔"

(یوحنا ۱۴: ۲۵ - ۲۶)

۳۔ "لیکن جب وہ مددگار آئے گا۔ جس کو میں تمہارے پاس باپ
کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا
ہے۔ تو وہ میری گواہی دے گا۔" (یوحنا ۱۵: ۲۶)

۴۔ "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند
ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئیگا۔
لیکن اگر میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجدوں گا۔ تو وہ آکر
دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے لئے قصور وار ٹھہرائیگا"

(یوحنا ۱۶: ۷ - ۸)

۵۔ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں، مگر اب تم ان کو برداشت
نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا۔ تو تم کو سچائی کی تمام راہ
بتائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا
وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اور میرا جلال ظاہر
کرے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۱۲ - ۱۴)

حضرت مسیح کے یہ ارشادات کسی سیدھے سادے مسیحی بھائی یا
کسی دوسرے نیک فطرت شخص کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ کہ ان سے
آپؑ کی کیا مراد تھی، تو وہ بلا توقف پکار اُٹھے گا۔ کہ حضرت مسیح نے
اپنے بعد کسی ایسے عظیم نبی کے آنے کی پیش گوئی کی ہے۔ جو آپ کی طرح

دوسرا مددگار ہوگا۔ جو آپ کی صداقت کی گواہی دے گا۔ جو آپ کی تعلیمات کو نہ صرف زندہ کرے گا بلکہ جو باتیں آپ بیان نہ کر سکے۔ وہ انہیں بیان کریگا۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا۔ بلکہ خدا کی طرف سے وحی پاکر آیندہ کی خبریں دے گا۔ اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے اس کی نبوت و شریعت تا ابد رہے گی۔ وہ آپ کے یہودی دشمنوں کو بتائے گا۔ کہ اُنہوں نے آپ کا انکار کر کے گناہ کیا۔ آپ کی راستبازی کا اعلان کریگا۔ اور انہوں نے آپ کو صلیب دینے کا جو فیصلہ کیا۔ اسے ظالمانہ فعل قرار دے گا۔ وہ شرک و الحاد کی دنیا میں توحید کا علم بلند کر کے دنیا کو اللہ اکبر اور اللہ جل جلالہ کی تکبیروں سے معمور کر دے گا۔

ان پیش گوئیوں کی وضاحت اور صداقت کے لئے دیگر مسیحی پادریوں کی طرح جناب سٹیفنس نے بھی "رسولوں کے اعمال" کی درج ذیل عبارت پیش کی ہے:۔

"جب عید پنتکست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے۔ کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور انہیں آگ کے شعلے کی سی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی"۔ (اعمال ۲: ۱-۴)

کہاں حضرت مسیح کی انجیل یوحنا میں بیان کردہ عظیم پیش گوئیاں اور کہاں اعمال کی یہ بے معنی اور مبہم سی عبارت؟ کیا دونوں میں کوئی تعلق، ربط اور

نسبت ہے؟

ہمارے پادری بھائی یا تو حضرت مسیحؑ کی واضح تحریرات کو سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہیں یا وہ اندھی تقلید کے پیرو لوگوں کی طرح یہ گوارہ نہیں کرتے کہ وہ حضرت مسیحؑ کے بعد کسی دوسرے نبی پہ ایمان لائیں اور اس سلسلے میں غالباً ایک لفظ "روح القدس" سے انہیں کچھ سہارا ملا ہے، یاد رہے کہ نئی انجیل میں اب روح القدس Holy Ghost کی بجائے رُوحِ حق Holy Spirit کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور انہوں نے حضرت مسیحؑ کی پیش گوئی اور اعمال کی آیت ہر دو میں روح القدس کے الفاظ کے مفہوم کو ایک سا سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ دونوں جگہ روح القدس (روح حق) کا مفہوم مختلف ہے۔ یوحنا ۱۴ : 25 کے الفاظ

"میں نے یہ سب باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن وہ مددگار یعنی روح حق جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہ تمہیں سب باتیں سکھائے گا" میں روح حق (روح القدس "مددگار" ہی کا دوسرا نام ہے۔ یعنی وہ مجسم روح حق ہوگا۔ لیکن اعمال میں روح القدس سے بھر جانے کا مفہوم روحانی قوت سے بھر جانا ہے۔ خود روح القدس بن جانا نہیں۔ لیکن مددگار کا روح حق ہونا مجازاً ہے۔ جیسے ہم کسی حسین شخص کو چاند یا پھول کہتے ہیں، اور حضرت مسیحؑ کو "راہ اور حق اور زندگی" کہتے ہیں

(یوحنا ۱۴ : ۶)

پس مددگار یا روح القدس ہونا الگ بات ہے۔ اور روح القدس سے بھر جانا بالکل دوسری بات ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کا مفہوم یہ

تھا کہ جب تم میری تعلیمات پر قائم رہو گے تو اس وقت تم میں روحانی
قوت پیدا ہوگی۔ اور جب کبھی تم پر کوئی مصیبت نازل ہوگی۔ تو
اللہ تعالیٰ تمہاری زبانوں پہ حق و صداقت جاری کر دے گا۔ اور
کوئی شخص تمہارے دلائل کے مقابل نہ ٹھہر سکے گا۔ چنانچہ فرمایا

"اور ضرور ہے کہ پہلے سب قوموں میں انجیل کی منادی کی جائے
لیکن جب تمہیں لے جا کر حوالہ کریں۔ تو پہلے سے فکر نہ کرنا۔ کہ
ہم کیا کہیں۔ بلکہ جو کچھ اس گھڑی تمہیں بتایا جائے۔ وہی کہنا۔
کیونکہ کہنے والے تم نہیں بلکہ روح القدس ہے

(مرقس ۱۳ : ۱۰ - ۱۱)

اسی روح القدس کے نزول کا ذکر اعمال کی کتاب میں ہے۔
یوحنا والا روح القدس تو خود مددگار یا روح حق آپ ہوگا۔ مگر
ساؤل (پولوس) کا بینا ہونا اور روح القدس سے بھر جانا
کن معنوں میں ہے۔ (اعمال ۹ : ۱۷)

روح القدس بنکر آنا نہیں، پادری صاحب کے الفاظ ہیں
(یوحنا ۱۵ : ۲۶ - ۲۷) کے مطابق روح القدس نے یہ گواہی دینا تھی۔

"خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا
بیٹا مسیح بخش دیا۔ تاکہ جو کوئی اس پہ ایمان لائے ہلاک نہ
ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔"

ہم ان سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انجیل کی کس آیت میں
روح القدس کی یہ گواہی بیان کی گئی ہے۔ نیز اعمال ۲ : ۱ - ۴ میں
کیا روح القدس نے یہ گواہی دی؟ اگر ایسا نہیں تو پھر راہِ حق اختیار

کیجئے۔

پھر اعمال ۲: ۱-۴ کی رُو سے شاگردوں پر حضرت مسیحؑ کے بعد روح القدس کا نزول مان لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ سب حضرت مسیحؑ کی زندگی میں روح القدس سے محروم رہے۔ اور اس میں استاد اور شاگرد دونوں کی ہتک ہے۔ اور کوئی دانش مند مسیحی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ سے سچی محبّت اور آپ کی کامل اطاعت کرنے والا روح القدس سے محروم نہیں رہ سکتا۔

اگر اعمال ۲: ۱-۴ کی رُو سے رُوح القدس کا نزول مانا جائے تو کیا اس کے بعد حضرت مسیحؑ کے شاگردوں اور پولوس کی باہمی تکفیر اور لعن طعن روح القدس کا اثر تھا۔ اور جناب پولوس نے اسی کے زیر اثر مسیحی تعلیمات کو بدل ڈالا تھا۔

پھر جناب پادری صاحب کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ پطرس کے الفاظ "توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیحؑ کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے۔" بیں بعد کے لوگ تو بپتسمہ پاکر روح القدس سے مستفید ہوئے۔ لیکن حضرت مسیحؑ کے دست مبارک پر بپتسمہ پانے اور تعلیم حاصل کرنے والے مقدس شاگرد آپ کی زندگی میں محروم رہے

ع تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

آپ لوگوں نے اپنے ذاتی مقاصد کے لئے انجیلی تعلیمات کو جس قدر بگاڑ کر حضرت مسیحؑ اور آپ کے شاگردوں کے مقام کو گرایا ہے وہ انتہائی افسوسناک اور دردناک ہے۔

عید پنتکست کا افسانہ

دوسرے پادریوں کی طرح جناب شیفنس نے بھی اعمال ۲ : ۱-۴ کو روح حق کے نزول کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور اس طرح حق کو چھپایا ہے۔ عہد نامہ جدید میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ شاگردوں پر عید پنتکست کے دن "روح حق کا نزول" حضرت مسیحؑ کی پیش گوئیوں کے مطابق تھا۔ بلکہ اعمال ۲ : ۱۴-۱۷ ہی میں لکھا ہے کہ یہ کیفیت یوئیل نبی کی پیش گوئی کے مطابق ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے

"سب (غیر ملکی یہودی) حیران ہوئے اور گھبرا کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ اور بعض نے ٹھٹھا کرکے کہا کہ یہ تو تازہ مے کے نشہ میں ہیں۔ لیکن پطرس ان گیارہ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اور اپنی آواز بلند کرکے لوگوں سے کہا۔ کہ اے یہودیو اور اے یروشلم کے سب رہنے والو! یہ جان لو اور کان لگا کر میری باتیں سنو کہ جیسا تم سمجھتے ہو یہ نشہ میں نہیں۔ کیونکہ ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے۔

بلکہ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے۔ کہ خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا۔ کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا۔ اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی۔ اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے۔ بلکہ میں اپنے بندوں اور بندیوں پہ بھی ان دنوں میں اپنی روح میں سے ڈالوں گا۔ اور وہ نبوت کرینگی"

کیا ان آیات کی موجودگی میں بھی یہ کہنا درست ہوگا کہ مسیحؑ کی پیش گوئی

کے مطابق عید پنتکست کے دن شاگردوں پہ روح حق نازل ہوا۔ جب کہ خود وہیں اعمال ہی میں جناب پطرس نے روح القدس سے علم پاکر اس واقعے کو یوئیل نبی کی پیش گوئی کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ کیا غلط بیانی سے نجات کی امید رکھی جا سکتی ہے؟

پیش گوئیوں کا ازسرِ نو تجزیہ :-

جناب پادری سٹیفنس کی غلط فہمی کا ازالہ و وضاحت کرنے کے بعد ہم حضرت مسیحؑ کی انجیلی پیش گوئیوں کو پھر سچے مسیحی بھائیوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ تاکہ وہ حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کی روشنی میں حق کو پہچانیں اور سچے مددگار، روحِ حق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت کرکے انہیں قبول کریں۔

ایک سوال - پادری صاحب یہ بتائیں کہ عید پنتکست میں حضرت مسیحؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق

ا - کیا مسیحؑ کی باتیں دوبارہ بتائی گئیں؟

ب - آئندہ کی خبریں دی گئیں؟

ج - جو باتیں آپ نے نہ کہی تھیں، کیا روح حق نے کہیں؟

د - کیا اس دن سچائی کی تمام راہ بتائی گئی؟

ہ - کیا اس دن حضرت مسیحؑ کا جلال ظاہر کیا گیا؟

س - کیا اس دن روحِ حق نے آیندہ کی خبریں دیں؟

اگر ان سب باتوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر عید پنتکسٹ کے واقعہ کو پیش کرنا کہاں تک درست ہے۔ نیز یہ تمام باتیں پوری کرنے کے لئے

کسی عظیم نبی کی حاجت نہیں ؟ سوچ کر جواب دیجئے۔

ان پیش گوئیوں کا خلاصہ

روح حق کے نزول کے سلسلے میں پیش گوئیاں اوپر درج کی جا چکی ہیں۔ انہیں پھر پڑھ جائیے۔ پیش گوئیوں پر سرسری نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے بعد اپنے جیسے ایک دوسرے مددگار کے آنے کی بشارت دی جو :-

۱۔ حضرت مسیحؑ کی مانند دوسرا تسلی دینے والا ہوگا۔

۲۔ حضرت مسیحؑ کی طرح اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر تعلیم دے گا۔

۳۔ وہ ایسی تعلیم دے گا کہ حضرت مسیحؑ نہ دے سکے۔ اور اپنا مشن دوسرے مددگار کے لئے نامکمل چھوڑ گئے۔

۴۔ جس کی تعلیم حضرت مسیحؑ کی تعلیم کو مکمل اور پورا کرے گی۔

۵۔ جس کی مکمل تعلیم اور نبوت ابد تک یعنی قیامت تک باقی رہے گی۔ اور جس کے بعد کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں آئیگا۔

۶۔ جو اپنی مکمل اور بہتر تعلیم، ابدی زندگی اور بزرگی کی بدولت حضرت مسیحؑ سے افضل ہوگا۔

۷۔ حضرت مسیحؑ کی رسالت، راستبازی اور نبوت کی تصدیق کرے گا اور آپ کے مخالف یہود کو گنہ گار اور قصوروار ٹھہرائے گا۔

۸۔ حضرت مسیحؑ کے جلال اور بزرگی کو ظاہر کرے گا۔ یعنی اپنی تعلیم اور اللہ کے حکموں کی پابندی سے ایسی امت تیار کرے گا۔ جو حضرت مسیحؑ کی نبوت پر ایمان رکھے گی۔ اور اپنی نیکی اور

شرافت اور پرہیزگاری سے دنیا کو انصاف اور نیکی سے بھر دے گی۔

۹۔ یہود سے حکومت چھین کر غیر یہودیوں کو دی جائیگی۔ یعنی دوسرا مددگار بنی اسرائیل سے نہ ہوگا۔

۱۰۔ خدا کی بادشاہت قائم ہوگی۔ اور دوسرا مددگار حضرت مسیحؑ کے دشمنوں، مشرکوں اور یہودیوں کو پیس ڈالے گا۔

یہ دُوسرا مددگار کون ہے؟

ان تمام اشارات سے واضح ہے کہ یہ دوسرا مددگار حضرت مسیحؑ کی طرح اللہ کا نبی ہوگا۔ جو حضرت مسیحؑ کی ادھوری تعلیمات کو مکمل کرے گا۔ آپ کے دشمنوں کو کچلے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے راست بازی کے دشمنوں پر غلبہ دے گا۔ حضرت مسیحؑ کے بعد آپ کے مسیحی پیروکاروں کی نظر میں بھی دوسرا مددگار مسیحؑ کی مانند کوئی انسان ہی تھا۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کے بعد آپ کے نام لیواؤں میں سے کئی ایک نے دوسرا مددگار، فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا اور لاکھوں مسیحیوں نے ان کی تصدیق کی۔ چنانچہ دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں دو بزرگ مسیحیوں مونٹینس اور کتاب ارژنگ کے مصنف مانی نے فارقلیط (روح حق) دوسرا مددگار، تسلی دینے والا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور شہرت پائی

(بحوالہ ایکلیزی آسٹیکل ہسٹری پارٹ I مصنفہ ڈاکٹر موشیم)

اب دیکھنا یہ ہے کہ تاریخ کا کون سا عظیم شخص ہے۔ جو حضرت مسیحؑ کے بعد ان صفات پر پورا اترتا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ:۔

۱۔ حضرت مسیحؑ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی دوسرا نبی آج تک نہیں آیا۔ اور مذہبی تاریخ میں حضرت مسیحؑ کے بعد صرف ایک مبارک ہستی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

۲۔ آپؐ واحد نبی اللہ ہیں۔ جنہوں نے اپنے سے پہلے تمام نبیوں کو سچا قرار دیا۔ اور اس ضمن میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی اللہ کا سچا رسول ٹھہرایا۔ جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔

۳۔ آپ اللہ تعالیٰ کے واحد اور یکتا نبی ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیحؑ کی مخالفت اور نافرمانی کی وجہ سے یہود کو گنہگار ٹھہرایا۔ اور ان کی دشمنی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ کی صداقت اور حضرت مریمؑ کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا۔

۴۔ آپ نے کروڑوں انسانوں کو اسلام میں داخل کرکے حضرت مسیحؑ، جناب کی والدہ مریم صدیقہؑ اور ان کی کتاب مقدس انجیل کا احترام سکھایا۔ اور عرب کے مشرکوں، ایران کے مجوسیوں اور غیر مسیحی دنیا میں حضرت مسیحؑ کا جلال قائم کیا۔ اور آج جب کہ مغرب کی مسیحی دنیا آپ کی تعلیمات کو ترک کر چکی ہے۔ اسلامی دنیا میں آپ کی عظمت و عزت کما حقہٗ

باقی ہے۔ اور آپ کو روح اللہ، کلمۃ اللہ اور رسول اللہ کے اعلیٰ القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

۵ - حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسیحی دنیا کو اسلام کی دعوت دی۔ تو شاہِ روم ہرقل نے آپ کی تصدیق کی۔ اور آپ کے قاصد کا احترام کیا۔ مصر کے عیسائی حکمران مقوقس نے آنحضرتؐ کی خدمت میں قیمتی تحائف بھیجے۔ حبش کا بادشاہ نجاشی اور اس کے بہت سے سردار مسلمان ہوگئے۔ بحرین کا مسیحی حکمران منذر بن ساوی ایمان لے آیا۔ نجران اور بنی تغلب کے کئی سردار داخل اسلام ہوگئے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس زمانے کے مسیحی حضرت مسیحؑ کی پیش گوئیوں کے مطابق ایک نبی، ایک مددگار، روح حق اور فارقلیط کے منتظر تھے۔ اور انہوں نے آنحضرتؐ کی تعلیمات اور نبوت کی تصدیق کی

۶ آپؐ ہی وہ عظیم انسان تھے۔ کہ جو قوت آپ سے ٹکرائی۔ وہ ناکام ہوئی۔ چنانچہ مشرکین مکہ، عربی قبائل اور مدینہ وخیبر کے یہود نے آپ کے خلاف بار بار آٹھ نو سال تک لشکر کشی کی۔ مگر ہر بار منہ کی کھائی۔ اور بالآخر مطیع و منقاد ہو کر آپ کے قدموں میں آگرے۔ پھر جن کے خلاف آپؐ تھے اور آپؐ کے جاں نثاروں نے لشکر کشی کی۔ انہیں ایسا ختم کیا کہ ان کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ اور کوئی آنکھ ان پر آنسو بہانے کے لئے نہ رہی۔

مسیحی بھائیو! دلوں کو ٹٹولو اور خدا لگتی کہو کہ حضرت مسیحؑ کی اس پیش گوئی کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے سوا کون مصداق ہے کہ:۔

"جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا"

مسیحی بھائیو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی روحِ حق تھے۔ (جاء الحق۔ حق آگیا ہے) آپ پر رُوح القدس یعنی جبریلؑ وحی لاتے تھے۔ (جبریل نزلہ علیٰ قلبک جبریلؑ کے ذریعے یہ قرآن آپؐ پر نازل ہُوا) آپؐ اپنی طرف سے کچھ تعلیم نہ دیتے تھے۔

ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یُوحیٰ

آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ وہی کہتے ہیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا۔

آپؐ کی ذات پر آسمانی تعلیم مکمل ہو گئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم اے لوگو! آج کے دن تمہارا دین اسلام مکمل کر دیا گیا ہے۔ تم پر آسمانی نعمتیں پوری کر دی گئی ہیں۔ (اتممت علیکم نعمتی)

آپ ہی خاتم الانبیا ہیں۔ آپ کی نبوت، حکمت اور شریعت تا ابد رہے گی۔ آپ ہی امتوں کے سردار ہیں۔ آپ نے اپنے زمانے میں تمام باطل قوتوں کو دبا کر دنیا میں اللہ کا نام، نبیوں کی صداقت دینی کتابوں کی سچائی اور دنیا میں اتحاد و امن کی بنیاد رکھی

(اِنَّ شَانِئَکَ ھو الابتر)

اور عرب کے گوشے گوشے سے جہالت، شرک، بت پرستی، فساد اور ظلم کو مٹا کر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کر دی (لیظھرہٗ علی الدین کلہ) اور آپؐ کے بعد آپؐ کے نیک و پارسا شاگردوں نے آپ کا پیغام دور دراز علاقوں میں پھیلا دیا۔ ذالک مثلھم فی التوراۃ والانجیل (یہ ان کی مثال توریت اور انجیل میں ہے) اور ان حقیقتوں میں اہلِ بصیرت کے لئے عبرت اور نصیحت ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک غلط فہمی کی اصلاح

یوحنا کی انجیل میں ہے کہ جب حضرت مسیحؑ نے گرفتاری سے قبل اپنے شاگردوں کو تسلی دی تو یہ بھی فرمایا:۔

"اس کے بعد میں تم سے بہت باتیں نہیں کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار (Prince) آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔"

(یوحنا ۱۴: ۳۰)

عام طور پر پادریوں کا خیال ہے کہ یہاں دنیا کے سردار سے مراد شیطان یا حضرت مسیحؑ کا کوئی دشمن ہے۔ حضرت مسیحؑ کی زبان مبارک سے جو الفاظ نکلے۔ اُس کا کسی کو علم نہیں۔ اور تراجم میں اکثر ان عقاید کو سامنے رکھ لیا جاتا ہے۔ جو لوگ بعد میں اختیار کر لیتے ہیں۔ تاہم اسلوب بیان درایت اور انجیلی روایت کی رُو سے یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ دنیا کا یہ سردار حضرت مسیحؑ کی طرح کا کوئی عظیم انسان ہے۔ "دنیا کا سردار

آتاہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" کیا ان الفاظ میں حضرت مسیحؑ کا کسی دشمن یا بُرے انسان سے مقابلہ کیا ہے؟ یا مسیح جیسے کسی دوسرے انسان سے؟ ان الفاظ میں آپ شاگردوں کو تسلی دیتے ہیں۔ کہ میں اب اور کچھ نہیں کہوں گا بلکہ جاتا ہوں اور میرے بعد آنے والا مجھ سے افضل انسان ہوگا۔ وہ میرے ادھورے کام کو پورا کرے گا۔ اور وہ میری صداقت ظاہر کرے گا۔ میری تعلیم کو مکمل کرے گا۔ اور خدا کی بادشاہت قائم کرکے میرا جلال ظاہر کرے گا۔

ورنہ اس بات میں شاگردوں کی تسلی کا کوئی سامان نہیں تھا۔ کہ مسیح کے جانے کے بعد شاگردوں کو شیطان یا دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا جائے گا۔

بائبل ہی میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دوسرے نیک بندوں کی طرح حضرت مسیح کو بھی" سلامتی کا شہزادہ" آقا، بادشاہ، شہزادہ (Prince) پکارا گیا ہے۔

"یسوعؑ نے جواب میں کہا، کہ یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی۔ اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔ اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا۔ تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا" (یوحنا ۱۲ : ۳۱)

ان الفاظ کو اگر اس سے پہلے آیت ۲۸ - ۲۹ میں حضرت مسیح کی دعا کی روشنی میں دیکھا جائے تو عیاں ہے کہ دنیا کے لوگ عدالت کریں گے اور مسیح کو میدان سے نکال دینے کا فیصلہ کریں گے تو خدا مسیحؑ کا جلال ظاہر کرکے دشمنوں کی تدبیر ناکام کرے گا۔ اور خود مسیح کو بچاکر

لے جائے گا۔

اعمال (۳: ۱۴-۱۵) میں پطرس کے الفاظ ہیں:۔

"تم نے اس قدوس اور راست باز کا انکار کیا اور درخواست کی۔ کہ ایک خونی تمہاری خاطر چھوڑ دیا جائے۔ مگر زندگی کے مالک (Prince) کو قتل کیا۔"

پھر اسی اعمال (۵: ۳۰-۳۱) ہی میں ہے۔

"ہمارے باپ دادا کے خدا نے یسوع کو جلایا۔ جسے تم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔" اسی کو خدا نے مالک (Prince) اور منجی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا۔"

اس کے علاوہ دانیال کی کتاب ۱۰: ۲۱ میں بھی جناب مسیح کو (Prince) کہا گیا ہے۔ کتاب مقدس کی ان تصریحات کے ساتھ حضرت مسیح کے ذیل کے الفاظ پر غور کیجئے:۔

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئیگا لیکن اگر میں جاؤں گا۔ تو اسے تمہارے پاس بھیجدوں گا۔ تو وہ آکر دنیا کو گناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔" (یوحنا: ۷-۸)

ذرا ان الفاظ پر غور کیجئے "وہ مددگار (فارقلیط، روح حق، تسلی دینے والا — ناقل) آکر دنیا کو گناہ۔ راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔

گنہ گار۔ راستبازی کے دشمن اور غلط عدالت کے مرتکب ہوئے ہیں

اور گناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے میں قدرت اور طاقت کے ساتھ قصور وار ٹھہرانے والا فارقلیط، مددگار، روح حق ہے۔ کیونکہ فارقلیط جلال کیساتھ آئیگا جو اس پر گریگا ریزہ ریزہ ہوجائیگا اور جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالیگا۔ اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یہی حضرت محمد صلعم ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کی صحیح تعلیمات کو زندہ اور مکمل کیا۔ آپ کے دشمنوں پر آپکی صداقت واضح کی۔ اور اپنی زندگی ہی میں ان یہودی مجوسی اور مشرک دشمنوں کو شکست دی۔ آپ ہی تھے جنہوں نے حضرت مسیح کی نافرمانی اور مخالفت پر یہود کو لعنتی اور گنہ گار ٹھہرایا۔ اور انہوں نے حضرت مسیح کو صلیب دینے کا جو فیصلہ کیا تھا اس کی وجہ سے انہیں ظالم اور مجرم قرار دیا۔ یہود کے خلاف حضرت مسیح کا جلال قائم کیا۔ اور کروڑوں انسانوں کو مسیح کی صداقت اور نبوت پر ایمان لانے کی ہدایت بخشی۔

یہاں ہم کتاب اعمال کی ایک دوسری عبارت پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ہمارے مسیحی بھائی کسی نہ کسی طرح اپنے حقیقی محسن اور مددگار کو شناخت کرسکیں۔ جناب پطرس یہود کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں: "اور اب اے بھائیو! میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ کام نادانی سے کیا۔ اور ایسا ہی تمہارے سرداروں نے بھی۔ لیکن جن باتوں کی خدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی۔ کہ اس کا مسیح دکھ اٹھائیگا۔ وہ اس نے اسیطرح پوری کیں پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ۔ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ اور اسیطرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں تمہارے لیے مجھ سا ایک نبی پیدا کریگا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنیگا۔ وہ امت میں سے نیست و نابود کردیا جائیگا۔ بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا۔ ان سب نے ان دنوں کی خبر

جبر دی ہے۔ تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے شریک ہو۔ جو خدا نے تمہارے باپ دادا سے باندھا۔ جب ابراہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سب گھرانے برکت پائیں گے (اعمال ۳: ۲۵، ۲۶) حضرت مسیح سے علم پا کر جناب پطرس نے جو تعلیم اور بشارت دی ہے۔ وہ انجیل کی پہلے درج کی گئی پیشگوئیوں کی وضاحت اور تائید کرتی ہے۔ اس تحریر میں ان باتوں کا ذکر ہے۔ جو حضرت مسیح کے دکھ پانے کے بعد ہونیوالی تھیں۔ یہاں خاص کر دو بشارتوں کا ذکر ہے۔ ایک یہ کہ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو ان کے بھائیوں میں سے موسیٰؑ جیسے نبی کی آمد کی پیش گوئی کی، اور دوسرے حضرت ابراہیمؑ سے خدا نے عہد کیا کہ ان کی اولاد کو برکات سے نوازا جائیگا۔ یہ دونوں پیشگوئیاں اس عہد کا حصہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے باندھا۔ چنانچہ کتاب پیدائش میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ اور انکے فرزند اسمٰعیلؑ اور حضرت سارہ اور ان کے فرزند اسحاقؑ کو بشارت دی کہ ان کی اولاد ریت کے ذروں کی طرح کثرت سے ہوگی انہیں برکت دی جائیگی۔ انہیں نبوت اور حکومت دی جائیگی، وہ ایک دوسرے کے پاس بھائیوں کی طرح رہیں گے۔ اور دنیا کی قومیں ان سے برکت اور ہدایت حاصل کریں گی چنانچہ حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو برکت دی گئی۔ آج تک حضرت اسحاق کا مرکز بیت المقدس دنیا میں عزت و تقدیس کا مرکز ہے۔ اور حضرت اسماعیلؑ کا تعمیر کردہ بیت اللہ یعنی کعبہ اقوام عالم کی توجہ اور روحانیت کا مرکز ہے۔ دنیا بھر کے لاکھوں انسان ہر سال حج کے لئے آتے ہیں۔ پھر دنیا کی اکثریت حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے مذاہب یہودیت، نصرانیت اور اسلام کی پیرو ہے۔ یہاں دوسری پیشگوئی حضرت موسیٰؑ کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بنی اسحاق کے بھائیوں بنی اسماعیل میں بھی ان جیسا ایک صاحب شریعت نبی مبعوث کریگا۔ اس نبی کا انتظار حضرت مسیح کے دور میں بھی یہود کو تھا۔ اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کے بعد حضرت موسیٰؑ کی پیشگوئی کے مطابق اولاد ابراہیمؑ میں سے آج تک ایک ہی نبی ہوا ہے۔ اور وہ اسلام کے داعی حضرت محمد صلعم ہیں۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحاؑ

حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت مسیحؑ کی بشارت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھارا حضرت آمنہؓ کے بطن مبارک سے جنم لیا۔ پس اسی مقدس ہستی کی بشارت حضرت مسیحؑ نے دی اور اسی کی طرف جناب پطرسؓ نے بنی اسرائیل کو دعوت دی۔

خدا کے لئے غور کیجئے: ہم اپنے مسیحی بھائیوں کو بار بار توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ آرامی یا عبرانی سے یونانی، لاطینی وغیرہ زبانوں میں تبدیل ہونے والا بار بار ترجمہ کی اصلاح ہونیوالی انجیل کی لفظی موشگافیوں سے بچیں، اور انجیل مقدس کی روح کو سمجھیں کہ جس طرح حضرت یحییٰؑ (یوحنا بپتسمہ دینے والا) ایلیا نبی کی خوبو کے ساتھ تشریف لائے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ یہود مردود کے مظالم سہہ کر دنیا سے رخصت ہوئے تو آنجناب کی پیشگوئیوں کے مطابق خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انجیلی مددگار، روح حق اور فارقلیط کے طور پر تشریف لائے۔

آپؐ نے جہاں دنیا کے تمام نبیوں کی تصدیق فرمائی۔ وہاں یہودیوں مجوسیوں اور مشرکین عالم کے برعکس حضرت مسیحؑ کی سچائی اور بزرگی کا اعلان کیا انہیں اپنی الہامی کتاب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول ٹھہرایا۔ آپ کی انجیل کو ربانی کلام قرار دیا۔ آپ کی والدہ مریم صدیقہؑ کی پاکدامنی اور نیکی کی گواہی دی آپ کے دشمن یہودیوں کو گناہگار، لعنتی اور گمراہ بتایا، اور آپ کو صلیب پر لٹکانے کے جرم میں عذاب خداوندی کا مستحق ٹھہرایا۔ اور آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ و تلقین سے مختلف نسلوں، قبیلوں، ملکوں اور رنگوں کے کروڑوں مسلمان حضرت مسیحؑ کی صداقت کا اعلان کرتے ہیں۔ آپؑ نام ادب و احترام سے لیتے ہیں۔ اور

قرآن حکیم میں آپ کا ذکر احترام سے پڑھتے ہیں ،

پیارے مسیحی بھائیو!

آخر وہ کونسی بات ہے جو آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت تسلیم کرنے سے روکتی ہے ؟ کیا دنیا میں احسان کا بدلہ احسان اور نیکی کا بدلہ نیکی نہیں ؟

اگر یہ سچ ہے تو وہ کون سا عظیم نبی اللہ ہے۔ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حضرت مسیح اور ان کی والدہ مکرمہ اور انجیل مقدس کی عظمت کا دنیا بھر میں اعلان کیا۔ کیا اب بھی آپ بھائیوں کی گردنیں احسان و شکر سے ہادیٔ اسلام کے سامنے نہیں جھکیں گی ؟ پھر آپ ہی ان تمام پیشگوئیوں کے بھی مصداق ہیں ، جو حضرت ابراہیمؑ ۔ حضرت موسیٰؑ ، حضرت یحییٰؑ بالخصوص حضرت مسیحؑ نے کیں ۔ جن پر ان سطور میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے ،

اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت کی تصدیق کرو ۔ اور دوسرے مددگار ، روحِ حق ، فارقلیط حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ ۔ انکار نہ کرو ۔ اور دنیا میں حق و صداقت کا نور پھیلانے میں شریک ہو جاؤ ۔ تاکہ حضرت مسیحؑ کی پیشگوئیوں کا انکار کر کے خدا کی رحمت سے محروم نہ ہو جاؤ ۔

اَللّٰھم اِھدِھم لعلھم یرشدون